مواعظِ اختر نمبر ۴۹

دھوکے کا گھر

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظ اختر
نمبر ۴۹

دھوکے کا گھر

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحتؔ دوستو اِس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جُملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: دھوکے کا گھر

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۱۲/ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۸۳ء بروز منگل

مقام: برمکان سیّد محمد علی صاحب (خالہ زاد بھائی حضرت میر صاحب دامت برکاتہم) ناظم آباد نمبر ۲، کراچی

موضوع: دنیا کی فانی بہاروں کو دل کا سہارا بنانا پچھتاوے کا سبب ہے

مرتب: حضرت اقدس سیّد عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات .... صفحہ نمبر

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا راز ۵
چین صرف اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی میں ہے ۶
دنیا کی ہر بہار پر خزاں آنے والی ہے ۶
دنیا کی کوئی چیز دل لگانے کے قابل نہیں ۷
بیوی کو ستانے کا انجام ۸
اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی شان ۹
لذتِ نام خدا ۱۰
حضرت والا کے ملفوظات الموسوم بہ ’’جواہر پارۂ دردِ دل‘‘ ۱۱
تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی شرح ۱۱
ایک اشکال اور اس کا جواب ۱۳
لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تین تفاسیر ۱۴
وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ کی تفسیر ۱۵
والدین کی جدائی کے غم کا علاج ۱۶
اللہ والوں کی مثال ۱۷
پہلے شیخ کے انتقال کے بعد دوسرا شیخ کرنے کی دلیلِ قرآنی ۱۸
آیت مَنْ عَمِلَ صَالِحًا الخ کی شرح ۱۹
گھر سے ٹی وی نکال کر کسی غیر مسلم کو بیچ دو، مسلمان کو نہیں ۲۰
خانقاہوں کا مقصد ۲۰
حرام ملازمت فوراً نہیں چھوڑنی چاہیے ۲۱
مخلوط تعلیم کا وبال ۲۲
دس برس کی عمر میں اپنے بچوں کے بستروں کو الگ الگ کردو ۲۳
صالحین کی نسلوں پر رحمتِ الٰہیہ کا ظہور ۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دھوکے کا گھر

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا راز

دنیا میں ہر چیز سیکھنے سے ملتی ہے۔ اسی لیے اللہ نے اپنی محبت سکھانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ جیسا مضمون ہوتا ہے اسی لحاظ سے اس کا پروفیسر اعلیٰ قسم کا منتخب ہوتا ہے تو چونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مضمون بہت اعلیٰ تھا، یہ اس قدر زبردست کام تھا کہ اس کے لیے پیغمبر علیہم السلام منتخب ہوئے۔ یہ کام کسی معمولی پروفیسر کے بس کی بات نہیں تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سارے نظامِ کائنات کی مالک ہے، کائنات میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے لہٰذا ان کی محبت کے مضمون سے بہتر کائنات میں کوئی اور مضمون نہیں ہوسکتا لہٰذا اس کے لیے انسانیت کے اعلیٰ مقام کے لوگ یعنی انبیاء علیہم السلام منتخب کیے گئے، اللہ کی محبت و معرفت و پہچان، اللہ کی عبادت و بندگی، اللہ کی رضا و احکام کی تعمیل اور اللہ کی محبت کے تمام اسرار و رُموز سمجھانے کے لیے پیغمبروں کو منتخب کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔ اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کے بعد کارِ نبوت علی السبیل نیابت اولیاء اللہ سے لیا جائے گا۔ دین کے کام کے لئے اللہ تعالیٰ اولیاء کو منتخب کرتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ پیغمبر کے نائبین ہوتے ہیں اور قیامت تک

یہ سلسلہ جاری رہے گا جیسے جگر مرادآبادی جیسے شرابی کبابی شاعر حکیم الامت کی چند صحبتوں سے ایک دم بدل گئے ؎

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ظالم سب کچھ کرنے کے بعد توبہ کر کے جنت بھی لے گیا۔ پیغمبر کے نائبین کی صحبت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے گنہگاروں کا کام بن گیا ماشاء اللہ۔

چین صرف اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی میں ہے

اور میرا تجربہ بھی یہی ہے کہ دنیا میں کہیں چین وسکون نہیں ہے سوائے حق تعالیٰ کی رضا اور ذات کے اور یہ عقلی بات بھی ہے کہ جو غلام اپنے مالک کو جتنا راضی کرتا ہے مالک بھی اس کو اتنا ہی خوش رکھتا ہے، آپ کا نوکر اور ملازم جتنا آپ کو خوش کرے گا اتنا ہی آپ بھی اس کو خوش کریں گے۔ ہم کو اللہ کے بندے ہونے میں تو شبہ نہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے مالک ہونے میں بھی کسی کو کوئی شبہ نہیں لہٰذا اس نظریہ کو، اس فارمولے کو، اس کلیہ کو پیشِ نظر رکھ کر اس بات کی کوشش کریں کہ ہم ان کے غلام اور بندہ ہونے کی حیثیت سے اپنے مالک کو خوش کرنے کے کیا کیا طریقے اختیار کریں اور ان کو خوش کرنے میں جو رکاوٹ ہیں ان چیزوں سے بچیں۔

دنیا کی ہر بہار پر خزاں آنے والی ہے

آج ہمارا معاشرہ، ہمارا ماحول ایسا ہے کہ ہمارے نفس کی بہت سی خواہشات جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے ہم ان کو معمولی سمجھتے ہیں، ان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور ان حرام خواہشات میں مبتلا رہتے ہیں کیونکہ یہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں، ان میں زیادہ چمک دمک اور لذت ہوتی ہے

لیکن یہ ایسی بہار ہے جس کا انجام خزاں ہے۔ خزاں میں درختوں پر ایک بھی پتہ نہیں رہتا، تو آج جس بہار کے پھول پتوں کو دیکھ کر آدمی بدمست ہورہا ہے تو اس بہار پر خزاں آنے کے بعد پھر وہ اپنے دل کو بہلانے کہاں جائے گا؟ پھر وہ یاد کرے گا کہ اس کا پتہ کہاں گیا، پھول کہاں گئے؟ بس سمجھ لیجیے! دنیا کی ہر چیز کا یہی حال ہونے والا ہے چاہے وہ عمارت ہو، انسان ہو یا جانور ہو۔ یہاں میر صاحب بیٹھے ہیں ان کے والد صاحب ہردوئی کے ڈپٹی کلکٹر تھے، ایک شان تھی ان کی، لیکن اخیر میں ان کا کیا حال ہوا؟ دانت ٹوٹ گئے، بدن بھاری ہوگیا، بڑھاپا آ گیا اور آج قبر کے اندر ہیں۔ آپ ماشاء اللہ ان کی اولاد ہیں لیکن اب آپ بھی ان کی راحت رسانی کا ایک ذرّہ انتظام نہیں کرسکتے اور ان کے معاملے میں دخیل نہیں ہوسکتے۔ ہاں! ان کو ایصال ثواب کریں اس سے ان کو راحت پہنچے گی۔ بہرحال ان کے جو اعمال تھے اب وہی ان کے کام آئیں گے اور حق تعالیٰ کی دوستی ہی کام آئے گی۔

دنیا کی کوئی چیز دل لگانے کے قابل نہیں

اسی لیے میں کہتا ہوں کہ زمین کے اوپر کتنا ہی روپیہ جمع کرلو، لیکن اگر خدانخواستہ اللہ ناراض ہوکر کینسر، السر یا کوئی بھی مرض پیدا کردے تو نوٹوں کی ساری گڈیاں دھری رہ جاتی ہیں۔ ایک گردہ خراب ہونے پر امریکا جانے پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے اور پھر بھی بعض وقت صحیح نہیں ہوتا۔ حیدرآباد کے تبلیغی جماعت کے امیر کے گردوں کا وہ فلٹر خراب ہوگیا جس سے خون اور پیشاب الگ ہوتا ہے لہٰذا ہفتہ میں ایک دن حیدرآباد سے کراچی آ کر خون بدلواتے رہے تو اتنا ان پر روپیہ خرچ کیا گیا لیکن کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے۔ اس لیے دنیا کی کسی چیز کو دل کے بہلانے کا سہارا مت بناؤ، اس لیے کہ

یہ سب سہارے فانی ہیں، جو شخص کسی فانی سہارے کو اپنے دل کے بہلانے کا سہارا بناتا ہے تو چونکہ اس کا سہارا بھی فانی اور وہ خود بھی فانی، سب فانی ہی فانی ہیں لہٰذا اخیر میں ندامت و پریشانی ہوتی ہے پھر کہتا ہے کہ اب میں کہاں جاؤں؟ یہ جملہ کیوں کہنا پڑا کہ اب میں کہاں جاؤں؟ اس لئے کہ ایسوں سے دل لگایا ہی کیوں جو فانی ہونے والے ہیں لہٰذا صرف حق تعالیٰ ہی کی ذات سے دل لگاؤ، پھر کبھی ان شاء اللہ یہ جملہ نہیں کہنا پڑے گا کہ اب میں کہاں جاؤں۔ دیکھو اس وقت اس فقیر نے مختصر سی تقریر کی ہے مگر اس کے اندر زبردست کیمیکل کے اجزاء ہیں، بولو! اس کے اندر سائنٹفک اجزاء ہیں یا نہیں۔ تو اللہ کے عاشقوں کو کبھی یہ جملہ نہیں کہنا پڑتا کہ اب میں کہاں جاؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک وہ ہے جو زمین کے اوپر، زمین کے نیچے، عالمِ برزخ میں، پل صراط پر، میدانِ محشر میں کہیں ساتھ نہیں چھوڑتی، باقی سب لوگ خواہ آپ کے کتنے ہی چاہنے والے ہوں، کسی دولت مند کی دولت پر، کسی حسین کے حسن پر ایک زمانہ ایسا آ سکتا ہے کہ سارے لوگ اُس سے متنفر ہو جائیں گے۔

بیوی کو ستانے کا انجام

میں چشم دید حال بتلاتا ہوں کہ ایک صاحب نے ایک عورت کے حسن کی وجہ سے اپنی پہلی بیوی کو چھوڑا، اپنے خاندان کو چھوڑا، اولاد کو چھوڑا اور اس عورت کے غیر خاندان میں شادی کرلی۔ پوری برادری میں ان کی بدنامی بھی ہوئی اور ان کا اپنی پہلی بیوی پر انتہائی درجہ کا ظلم بھی ہو گیا۔ آخر کار میں نے ان کو دیکھا کہ ان کے گال میں کینسر ہو گیا، گال کے آر پار سوراخ ہو گیا، اس میں سے ہر وقت پیپ اور خون نکلتا تھا، وہ بو سے، وہ حسن و عشق کے لطف اور وہ تمام

چیزیں جو میاں بیوی میں ہوتی ہیں سب ختم ہوگئیں، حالانکہ دوسری بیوی کو انہوں نے اپنے انتخاب سے لیا تھا کیونکہ پہلی بیوی انہیں پسند نہیں تھی، اس لیے اس کے رونے دھونے کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی لہٰذا ایک دن وہ بھی دیکھا کہ گالوں میں کینسر ہوگیا، بدبودار پَس بہنے لگا، سارے مزے ختم ہوگئے اور وہ دوسری بیوی بھی انہیں چھوڑ کر بھاگ گئی۔ اب جاؤ کس سے دل بہلاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی شان

اسی لیے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت راضی رکھنے والا خود بھی ہر وقت سکون سے رہتا ہے کیونکہ جب کوئی پریشانی ہوئی دو رکعت صلوٰۃ الحاجات پڑھی اور اپنے اللہ سے کہہ دیا۔ جیسے چھوٹے بچہ کو محلہ والوں نے طمانچہ مارا تو اس نے کہا کہ اچھا ابھی اپنے ابا سے کہتا ہوں۔ سبحان اللہ! کیا ناز ہوتا ہے۔ یہی ناز اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو ہوتا ہے، خاص سے مراد یہ نہیں کہ آپ بہت بڑے بایزید بسطامی ہوجائیں، یہی پانچ وقت کی نمازیں پڑھ لو، گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرلو بس پھر ان شاء اللہ کوئی بھی بات ہو اللہ سے کہہ دیا، اللہ تعالیٰ سے عرض کردیا کہ یا اللہ! یہ پریشانی آ گئی، یہ بیماری آ گئی، دعاؤں میں اللہ تعالیٰ نے عجیب اثر رکھا ہے لیکن جو شخص اللہ سے کٹا ہوا ہے، نماز ہی نہیں پڑھتا وہ اللہ سے کیا دعا مانگے گا؟ وہ تو یتیم ہے جیسے کسی کا ابّا نہ ہو۔ مگر یہاں تو ربّا ہے، مگر یہ ربّا سے بھاگا ہوا ہے۔ میں تو ایسی عیش اور لذت کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اگر بادشاہوں کو بھی پتہ چل جائے تو وہ سلطنت کے مقابلہ میں اس میری تقریر کی دعوت کو زیادہ لذیذ سمجھیں گے اگر ان کو عقل وفہم ہو اور حماقت میں مبتلا نہ ہوں اور جن کو یہ لذت منکشف ہوئی ان کی سلطنت دیکھ لو۔

لذتِ نام خدا

حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو جب اللہ کی محبت حاصل ہوگئی تو ان کو اللہ کے نام میں اتنا مزا آیا کہ ان کی نظروں میں سلطنت بے قدر ہوگئی۔ لیکن میں دنیا نہیں چھڑاتا ہوں، جاہل ہے وہ شخص جو دنیا چھڑائے، خوب کماؤ مگر بقول اکبر الٰہ آبادی کے ؎

قلزم کی تہہ ٹٹولو یا ایئر شپ میں جھولو
تم کو یہی کہوں گا اللہ کو نہ بھولو

یہ اکبر الٰہ آبادی گریجویٹ تھے، کہتے ہیں کہ خوب ترقی کرو، کون روکتا ہے مگر خدا کو نہ بھولو، اللہ کا نام لیتے رہو، اور پردیس میں تو ان کا نام لینے میں اور بھی مزہ آتا ہے، جہاں کوئی اپنا نہ ہو بس اللہ ہی اللہ ہو وہاں تو ان کے نام کی لذت کا کیا پوچھنا۔ بس اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنا چاہیے پھر دنیا کی رنگین بہاریں اور دنیا کا یہ دھوکہ کا گھر آپ کو دھوکہ نہ دے سکے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

شیخ العرب والعجم حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ

کے ملفوظات الموسوم بہ

”جواہر پارۂ دردِ دل“

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی شرح

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۝﴾

(سورۃ الملک، آیت:۱)

بہت ہی برکت والا ہے اللہ کہ جو اُس کا نام لیتا ہے اس کی زبان میں بھی برکت آجاتی ہے۔ ایک آدمی نافرمان، شرابی، زانی کسی کے بخار پر پھونک مارے اور اُسی بیمار پر ایک اللہ والا پھونک ماردے، بتاؤ! کس کا اثر ہوگا؟ جس کی زبان سے اللہ کا نام نکلتا ہے اس زبان میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتے ہیں، جس مکان میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے اس مکان میں اللہ برکت ڈال دیتے ہیں، جس زمین پر اللہ والے روتے ہیں اور ان کے آنسو زمین پر گرتے ہیں وہ زمین برکت والی ہوجاتی ہے، جس زمین پر اللہ والوں کے سجدے ہوتے ہیں وہ زمین برکت والی ہوجاتی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ سو قتل کے مجرم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے عاشقوں کی اور میرے اولیاء اور دوستوں کی زمین پر جاؤ، وہاں توبہ قبول کرلوں گا، میں یہاں بھی معاف کرسکتا ہوں، مغفرت کی میری صفت یہاں بھی موجود ہے لیکن موجود ہونا اور ہے ظہور ہونا اور ہے، یہاں ظہور نہیں کروں گا۔ میرے عاشقوں کی زمین پر جاؤ جہاں انہوں نے ہم کو یاد کیا ہے،

جہاں ان کے ہماری محبت کے آنسو زمین پر گرے ہیں، اس زمین کے صدقے میں ہم تم کو معاف کر دیں گے۔

وہ قاتل، سو افراد کا قاتل، اپنی توبہ کی قبولیت کے لئے صالحین کی بستی کی طرف چلا۔ یہ چلنا اُس کے اختیار میں تھا لیکن اس کی موت کا وقت آ گیا۔ راستہ ہی میں فرشتۂ اجل نے آ پکڑا، ابھی اُس بستی سے دور تھا تو موت تو اس کے اختیار میں نہیں تھی لیکن ظالم مرتے مرتے بھی ایک ادا دکھا گیا کہ اس نے موت کے وقت ذرا سا سر آگے بڑھا دیا، ایک انچ اور آگے بڑھا دیا، اللہ کو یہ ادائے بندگی پسند آ گئی، عطائے خواجگی نے اپنا فیصلہ کر دیا کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ پیمائش کرلو، اگر اس کی گناہوں والی بستی قریب ہو تو دوزخ میں لے جاؤ اور اگر صالحین کی بستی قریب ہو تو جنت میں لے جاؤ۔ چنانچہ پیمائش کرائی کہ عدل کا تقاضا یہی تھا لیکن دونوں بستیوں کو جدا جدا ایک ایسا حکم دیا کہ اُس سو قتل کے مجرم کی بھی مغفرت ہوگئی۔ وہ کیا کہ نیکوں کی بستی کو حکم دیا تو ایک بالشت قریب ہو جا اور گناہوں کی بستی کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا اس طرح وہ نیکوں کی بستی ایک بالشت قریب ہوگئی، اللہ نے اس کو بخش دیا۔ یہ قیمت دیکھو اللہ والوں کے سجدوں کی اور ان کے آنسوؤں کی اور ان کی آہ و فغاں کی۔

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ جو اپنے ملک کی پوری طاقت رکھتا ہے، جب چاہتا ہے مَلِک رکھتا ہے یعنی بادشاہ رکھتا ہے، جب چاہتا ہے مَلِک کو زیرِ دار کرتا ہے اور مسخّر کرتا ہے۔ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ یہ ساری سلطنت سارا عالَم اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آگے فرماتے ہیں وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی قدرت حکمران ہے اور کسی دوسرے کی حکمرانی نہیں ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

آگے فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ﴾

(سورۃ الملك، آیت ۲)

میں نے موت اور زندگی پیدا کی ہے۔ میں نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ اے میرے پیارے شیخ! زندگی پہلے ملتی ہے موت بعد میں آتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے یہاں موت کو پہلے کیوں نازل فرمایا خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ۔ بتاؤ! حیات پہلے ملتی ہے یا موت پہلے ملتی ہے؟ جب زندگی نہیں تو موت کہاں آئے گی؟ تو میرے شیخ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں موت کو اس لیے پہلے نازل کیا تاکہ حرام لذتوں کے چکھنے والو! اور خدا کی نافرمانی سے، حرام لذت سے غیر شریفانہ اور کمینے پن سے ناپاک لذت کھینچنے والو! سن لو! تمہیں ایک دن مرنا بھی ہے اگر تم نے موت کو یاد رکھا تو تمہاری زندگی اللہ والی رہے گی، اگر اپنی موت کو بھول جاؤ گے تو زندگی کے مقصد سے بے خبر ہو کر تمہاری زندگی ضائع ہوجائے گی۔ یہ موت کا پہلے نازل ہونا ہماری شریفانہ اور اللہ والی حیات کی ضمانت ہے، اس لیے موت کو پہلے بیان کردیا کہ دیکھو زندگی دے رہا ہوں مگر موت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا کہ ڈیپارچر ہونے والا ہے، ہم یہاں کے نیشنل نہیں ہیں، زیادہ یہاں دل نہ لگانا۔ کھاؤ خوب، پیئو خوب، پہنو خوب مگر دل نہ لگانا، دل اللہ والوں سے لگاؤ اور اللہ سے لگاؤ! اللہ والوں سے کیوں لگاؤ؟ تاکہ اللہ سے لگ جائے کیونکہ شیشی سے محبت کرنا عود ہی کی محبت ہے۔ یہ اللہ والے، اللہ کی محبت کی شیشیاں ہیں، ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا عطر بھرا ہوا ہے، شیشی میں ایک تولہ عود ہو تو

شیشی کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اُسی شیشی میں پانی بھر دو، اس شیشی کی کوئی قیمت نہیں۔ اللہ والوں کی قیمت اس لیے ہے کہ اُن کے دل میں اللہ ہے، وہ اللہ والے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہے۔

لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تین تفاسیر

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

اللہ نے ہمیں زندگی کس لیے دی ہے؟ کیا کمانے کے لیے دی ہے؟ کروڑ پتی، ارب پتی بننے کے لیے دی ہے؟ مرسڈیزوں میں ہوا کھانے کے لیے دی ہے؟ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ میں تمہاری آزمائش کروں، دنیا کی زندگی امتحان روم ہے، Exam روم ہے تاکہ میں تمہیں آزماؤں کہ تم کیسا عمل کرتے ہو؟ اس کی تین تفسیر سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی۔ اَیْ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللہِ تَعَالٰی شَانُہٗ ہم آزمانا چاہتے ہیں کہ تم میں کون حرام فعل سے بچتا ہے اور کون نہیں بچتا؟ نمبر دو لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَتَمُّ عَقْلًا وَّفَھْمًا تاکہ ہم تمہیں آزمائیں کہ تم انٹرنیشنل گدھے اور بے وقوف ہو یا اپنی وطنِ آخرت سے غافل نہیں ہو کر عقلمند ہو؟ اَیُّکُمْ اَتَمُّ عَقْلًا وَّفَھْمًا تم عقلمند ہو یا بے وقوف ہو؟ تم یہاں کے نیشنل نہیں ہو، پردیس میں زندگی تباہ کر کے وطن میں جا کے کنگال اور بھنگی بن گئے اور آخرت کی پٹائی اور عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ نمبر تین لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَسْرَعُ اِلٰی طَاعَۃِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ ہم نے اس لیے زندگی دی ہے تاکہ میں تمہیں دیکھوں کہ میری فرمانبرداری میں تمہاری رفتار کس قدر تیز رہتی ہے، کتنا تم گناہوں سے بھاگتے ہو اور بچتے ہو؟ اور کس قدر ہماری عبادت پر حریص رہتے ہو؟

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ کی تفسیر

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ اور اللہ تعالیٰ عزیز اور غفور ہیں۔ یہاں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ عزیز کیوں نازل کیا کہ زبردست طاقت والے ہیں، اگر ہم بخش دیں تو ہماری مغفرت کی قدر کرنا کیونکہ زبردست طاقت والا جب بخشتا ہے تو اس کی معافی کی عقلاً قدر ہونی چاہیے، کیوں؟ کیونکہ کمزور آدمی اگر معاف کردے تو آپ کہتے ہیں تم ہمارا کیا کرسکتے ہو؟ تمہیں تو دمہ ہے، سانس کی بیماری ہے، اُٹھ کے کھڑے نہیں ہوسکتے، تم میرا کیا کرلوگے؟ لیکن اگر کوئی طاقتور، بہت قوت والا، پہلوان معاف کردے تو آپ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ عزیز میں اس لیے نازل کررہا ہوں تاکہ میں تمہیں بخش دوں تو میری مغفرت کی قدر کرنا کیونکہ میں زبردست طاقت رکھتا ہوں، جہنم میں ڈال سکتا ہوں، ہر عذاب کی طاقت رکھتا ہوں، لیکن میں زبردست طاقت کے ساتھ زبردست مغفرت والا بھی ہوں۔ **وھو العزیز الغفور**۔ اس لیے مغفرت کی صفت بعد میں نازل کی تاکہ تمہیں میری بخشش کی قدر و قیمت معلوم ہو کہ بہت بڑے طاقت والے اللہ سے تم کو آج معافی مل گئی ہے۔

اگر ایک لاکھ بندر کسی سیاح کو معاف کردیں لیکن شیر غرارہا ہے تو اس کو قدر نہیں ہوگی۔ وہ بندروں سے کہے گا اپنی معافی اپنے پاس رکھو، جب شیر مجھے معاف کردے گا تب میں سمجھوں گا کہ میں امن میں ہوں کیونکہ تمہارے اندر طاقتِ انتقام نہیں ہے، شیر ہمیں چیر پھاڑ سکتا ہے، طاقت والا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بڑی طاقت سے معافی قابلِ قدر ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ مغفرت کی نہایت ہی قدر و قیمت اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالنے کے لیے صفتِ عزیز کو مقدم فرمایا

کہ زبردست طاقت والے کی طرف سے تمہاری مغفرت ہے۔

ایک منٹ باقی ہے اب دعا کرلو۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں اوقات کی رعایت نہیں کرسکتا۔

اگر سجدے میں سر رکھ دوں زمیں کو آسماں کردوں

دیکھو! آج میں نے کتنی وقت کی رعایت کی۔ دعا کرو! اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اے خدا! اس مبارک مہینے میں اور عرشِ اعظم کو اُٹھانے والے حاملینِ عرش فرشتوں کی آمین کے صدقے میں سوفیصد ہمیں اپنا بنا لیجیے، آپ کا ایک بندہ بھی یہاں سے محروم نہ جائے۔ اختر کو، میرے گھر والوں کو، آپ سب سامعین اور سامعات، عورتوں کو بھی سب کو ولی اللہ بنا دے اور میری آہ کو سارے عالَم میں پھیلا دے۔ اے اللہ! دنیا بھی دے آخرت بھی دے اور ہر جائز حاجت پوری کر دے اور ہر غم سے نجات دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ۔

والدین کی جدائی کے غم کا علاج

جس کے ماں باپ نہ ہوں دعائے مغفرت کرو اور نیک عمل کرو تو وہ دعائے مغفرت سے جنت میں رہیں گے، آپ نیک عمل سے جنت میں ان سے جا کر ملیں گے۔ یہ ہے علاجِ غم اور علاجِ جدائی۔ جدائی کا علاج بھی نیک عمل ہے اور دعاء مغفرت ہے۔ اپنے ماں باپ کے لیے ایصالِ ثواب کریں، اُن کا انتقال ہوا ہے وہ مرے نہیں ہیں۔ جیسے کراچی سے لاہور میں منتقل ہو گئے۔ اِس عالَم سے اُس عالَم میں منتقل ہوئے ہیں لہٰذا وطن اصلی جو لوگ گئے وہیں ایک دن ہم لوگ بھی جائیں گے۔ اس لیے حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو ان کو اپنے حال سے پتہ چل گیا۔ ایک شعر اپنی ڈائری میں لکھ دیا تا کہ

بعد والوں کو پریشانی نہ ہو۔ وہ کیا شعر ہے کہ ؎

لوگ کہتے ہیں کہ مظہرؔ مرگیا
اور مظہرؔ درحقیقت گھر گیا

حضرت کا نام مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ہم تو اپنے گھر جارہے ہیں، ہمارا تو گھر وہی ہے، اللہ کا عشق حاصل کرو، اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرو تو ایسی مزیدار موت آئے گی کہ آپ شاداں اور فرحاں مسکراتے ہوئے جائیں گے اور بزبانِ حال یہ پڑھیں گے ؎

خرّم آں روز کزیں منزلِ ویراں بروم

کیا مبارک وہ وقت ہوگا جب میری روح میرے مولیٰ کے پاس جائے گی اور میں اپنے اللہ سے ملوں گا۔ آج وہ مبارک دن ہے کہ میں ویرانۂ دنیا سے اپنے مولیٰ کے پاس جارہا ہوں۔

راحتِ جاں طلبم و زپئے جاناں بروم

اب میری جان کو راحت مل جائے گی کہ آج میں اپنے محبوب حقیقی کے پاس جارہا ہوں۔ بعض اولیاء اللہ کے مسکرانے کا اثر روح نکلنے کے بعد بھی تھا۔ ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ روح نکلنے کے بعد باقی رہ گئی چونکہ روح نکلتے وقت مسکرائے تو وہ مسکراہٹ باقی رہ گئی اور روح چلی گئی کیونکہ ان کو یقین ہے کہ میں اپنے مولیٰ کے پاس جارہا ہوں۔

اللہ والوں کی مثال

جو ڈول دوسری ڈولوں کو نکالنے کے لیے کنویں میں ڈالی جاتی ہے وہ کنویں ہی میں رکھی جاتی ہے لیکن اُس کا دوسرا سِرا کنویں کے اوپر، کنویں سے باہر کسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے تاکہ دوسری گری ہوئی ڈولوں کو اُٹھا اُٹھا کر

اپنے ٹیڑھے کڑھوں میں پھنسا پھنسا کر وہ ڈول نکالتی رہے۔ اگر وہ ڈول کنویں سے بالکل نکل جائے تو دوسری گری ہوئی ڈولوں کو وہ نکال نہیں سکتی۔ اس لیے اللہ والے جو آپ کے پاس رہتے ہیں تو آپ یہی سمجھ لو کہ یہ ہماری طرح کے ڈول نہیں ہیں بلکہ یہ ہم کو نکالنے کے لیے ڈول کی شکل میں ہیں مگر قلب و جاں سے ان کا کنکشن کنویں کے اوپر ہے، جیسے نکالنے والا اوپر کھڑا رہتا ہے، اگر نکالنے والا بھی گر جائے تو سب معاملہ ختم کھیل ختم، اس لیے جب نکالنے والے کی روح قبض ہو جائے اور جسم اس کا کنویں میں آ کر گر جائے اور قبرستان میں دفن ہو جائے تو اب اس کی روح آپ کو نہیں نکال سکتی۔

پہلے شیخ کے انتقال کے بعد دوسرا شیخ کرنے کی دلیلِ قرآنی

اس لیے شیخ کے انتقال کے بعد دوسرا شیخ تلاش کرنا فقہ باطنی سے واجب ہے، غور سے سننا، فقہ باطنی کہہ رہا ہوں۔ جب شیخ کا انتقال ہو جائے، اب اس کا ڈول اس کا رابطہ ختم ہو گیا۔ اس کی روح پرواز کر گئی، اب دوسرا شیخ تلاش کرو چاہے تکلیف محسوس ہو، پہلے شیخ جیسی مناسبت دوسرے شیخ سے نہ بھی ہو، تکلیف برداشت کرو، اللہ تعالیٰ اس پر ڈبل اَجر دیں گے۔ اس کو قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں، یہ شاید اختر ہی کے دل میں آئی ہو۔ لفظِ ''شاید'' یاد رکھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو دو پیغمبروں پر ایمان لائے، پہلے اپنے نبی پر لائے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، اب اگر یہود و نصاریٰ ہمارے حضور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے:

﴿اُولٰٓئِكَ يُؤۡتَوۡنَ اَجۡرَهُمۡ مَّرَّتَيۡنِ بِمَا صَبَرُوۡا﴾

(سورۃ القصص، آیت: ۵۴)

ان کو ہم ڈبل اجر دیں گے، کیوں؟ بِمَا صَبَرُوۡا کیوں کہ انہوں نے صبر کیا ہے۔

پہلے شیخ سے ہوسکتا ہے کہ اتنی مناسبت ہو کہ دوسرے شیخ سے ویسی نہ ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں یہی آیت ڈالی کہ جو شیخِ اوّل کے انتقال کے بعد دوسرا مرشد کرتا ہے تو یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ ان کو ڈبل اجر اللہ دے گا۔ کیوں؟ بِمَا صَبَرُوْا انہوں نے صبر کیا ہے۔ اللہ کا عالم اگر تمہیں مل گیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر فدا ہو جاؤ گے پھر کہو گے کہ ہمیں تو خبر ہی نہیں تھی کہ اللہ والوں کے پاس یہ مزہ ملتا ہے!

اللہ کے عاشقوں کے ادنیٰ غلام اختر کے پاس جو لوگ چلّے لگا رہے ہیں، ان سے پوچھو۔ باٹلی، لندن سے ایک لڑکے کو آئے ہوئے پندرہ بیس دن ہوئے ہیں، اس سے پوچھ لو کہ تم کو برطانیہ میں زیادہ مزہ آتا تھا یا یہاں زیادہ مزہ آرہا ہے؟ میرے سامنے بھی مت پوچھو کہ میرے منہ پر میری منہ دیکھی بات کرے۔ تنہائی میں پوچھو کہ سچ سچ بتاؤ۔ ایسے ہی ابھی امریکا والا ضیاء الرحمٰن، حافظِ قرآن، بھی آیا تھا، وہ بھی روتا ہوا گیا۔

آیت مَنْ عَمِلَ صَالِحًا الخ کی شرح

تو اللہ تعالیٰ نے اس شرطِ مثبت میں شرطِ منفی رکھ دی کہ جو عملِ صالح کرے گا، کیا مطلب؟ جو عملِ غیر صالح نہ کرے گا، اس شرطِ مثبت میں شرطِ منفی ہے یا نہیں؟ اس پلس میں مائنس ہے یا نہیں؟

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾

(سورۃ النحل، آیت: ۹۷)

مرد ہو یا عورت۔ اللہ اکبر! دونوں کے لیے ولایت اور دوستی کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا۔ جیسے مرد ولایت کا اعلیٰ مقام حاصل کر کے حسن بصری ہوسکتا ہے، عورتیں بھی ولی اللہ ہوسکتی ہیں اور رابعہ بصریہ ہوسکتی ہیں، مگر عملِ صالح کریں اور

غیر صالح عمل سے توبہ کرلیں۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ اس حال کے اندر بہت بڑے اسرارِ معرفت پوشیدہ ہیں کہ جیسا مؤمن ہوگا ویسا اس کا عمل صالح ہوگا۔

گھر سے ٹی وی نکال کر کسی غیر مسلم کو بیچ دو، مسلمان کو نہیں

وی سی آر، ریڈیو ویڈیو، گانے اور ٹیلیویژن کی لعنتیں گھر سے نکال باہر کرو۔

یہ دارالعلوم کراچی کے مفتی عبدالرؤف سکھری صاحب کا فتویٰ ہے۔ یہ ٹی وی کسی مومن کسی مسلمان کو نہ دو کہ وہ بھی گناہ میں مبتلا ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ٹیلیویژن کو گھر سے نکالنے کی ہمت وتوفیق دے۔ اس ٹیلیویژن سے بچے ضائع ہورہے ہیں، باپ بیٹی اور بیٹے سب خرافات اور گندی فلمیں دیکھ رہے ہیں، کیا اخلاق اس سے خراب نہیں ہوں گے؟ حیا کا جنازہ نہیں نکلے گا؟ حیا باقی رہے گی؟ مگر اس ٹیلیویژن کو اگر بیچنا ہے تو مسلمان کے ہاتھ نہ بیچو، جمعدار کے ہاتھ بیچو، عیسائیوں کے ہاتھ بیچو۔ ایک صاحب نے کہا ان کے پاس پیسے کم ہوتے ہیں تو میاں! جب ایمان بچانا ہے تو اس کو قسطوں پر دے دو۔ کچھ تو ملے گا، اس کے لیے پانچ سو روپیہ مہینہ باندھ لو یا اپنے یہاں جو اُس سے صفائی کراتے ہو وہیں سے وصول کرلیا کرو۔ وہ کہے گا چلو مفت میں ملا۔

خانقاہوں کا مقصد

اب میں اپنے مشایخ اور بزرگوں کے بھروسے پر یہ بات کہتا ہوں کہ اس دور میں اگر ہم صرف فرائض، واجبات، سنن مؤکدہ ادا کرلیں، زیادہ نفلی عبادات نہ بھی کریں لیکن ایک گناہ بھی نہ کریں، ایک لمحہ بھی اپنے مولیٰ، اپنے مالک، اپنے پالنے والے کو ناراض نہ کریں تو ہم آپ سلوک کا انتہائی اعلیٰ مقام لمحوں میں پاجائیں گے۔ پھر ہماری پرواز فوکر جہاز کی نہیں ہوگی بلکہ جمبو ائیربس کی پرواز ہوگی،

اسی ایمان کی کیفیت کے لیے ہم خانقاہوں میں جاتے ہیں، اس بات کو سمجھ لیجئے، کسی پیر کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہماری فجر کی دو رکعت فرض کو چار کردے یا عصر کی چار فرض کو دو کردے۔ خانقاہ ہم مقدار کے لیے نہیں بلکہ کیفیاتِ دردِ دل، کیفیاتِ احسانیہ، کیفیاتِ اخلاصیہ، کیفیاتِ خشیتیہ، کیفیاتِ محبتیہ کے لیے جاتے ہیں، اللہ کی محبت سیکھنے جاتے ہیں تاکہ ہمارا سجدہ سجدہ ہوجائے، ہمارا سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی جب منہ سے نکلے کہ اے میرے پالنے والے! آپ بہت عالی شان ہیں۔ آپ پاک ہیں مگر عالی شان بھی ہیں یہ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی ہے۔ اور سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ اے میرے پالنے والے! آپ عظمت والے ہیں، پاک بھی ہیں مگر عظیم الشان بھی ہیں، سبحان ربی العظیم ہیں آپ! ایک ایک لفظ میں وہ مزہ آئے گا۔ تب دو سو سلطنت سے افضل آپ کو ایک سجدہ معلوم ہوگا۔

حرام ملازمت فوراً نہیں چھوڑنی چاہیے

صحابہ نے پیٹ پر پتھر باندھا مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے حرام غذا حاصل نہیں کی، کوشش کرو کہ ایک سانس بھی ہماری ناراضگی میں نہ گزرے، حلال روزی کو بھی تلاش کرو مگر حرام کو فوراً مت چھوڑو۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حرام آمدنی سے گزارا کرتا ہے تو اتنا تو کرے کہ اُدھار لے کر کھائے پیے اور کوشش کرکے جان کی بازی لگادے کہ جلد سے جلد ہم کو کوئی روزی مل جائے، یہ کیوں فرمایا؟ کہ اگر حلال روزی نہ ملی اور حرام بھی چھوڑ دی تو ہوسکتا ہے یہ وسوسوں سے کافر ہوجائے۔ تو کفر سے بچانے کے لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے گنہگاری کی زندگی کی اجازت دی مگر رات دن کوشاں، رواں اور دواں، حیراں رہے کہ یا اللہ! جلد سے جلد جہاں بھی حلال روزگار ملے عطا فرمادے، اگر دس ہزار کی حرام نوکری ہے تو حلال کے پانچ ہزار پر راضی

ہو جاؤ، سوکھی روٹی کھالو، گوشت چھوڑ دو، بریانی چھوڑ دو، مرغن غذائیں چھوڑ دو، ویسے بھی سوکھی روٹی کھانے سے کولیسٹرول پیدا نہیں ہوتا۔ جتنے کولیسٹرول والے اور ہارٹ اٹیک والے ہیں یہ سب مرغن غذا کھانے والوں کی پارٹی ہے۔ دیکھو! آج تک کسی مزدور کو ہارٹ اٹیک وغیرہ نہیں ہوتا، کیونکہ بیچاری سوکھی روٹی میں کہاں سے کولیسٹرول پیدا ہوگا؟

مخلوط تعلیم کا وبال

ایسے ہی تعلیم کے لیے میرا ایک تجربہ سن لو، بعض لوگوں نے ڈاڑھی بھی رکھ لی، دیندار بھی ہو گئے، تبلیغی جماعت سے یا اللہ والوں کی صحبت سے انہوں نے ڈاڑھی رکھ لی۔ ہم سے کہا میرا رشتہ ایسی لڑکی سے کرائیے جس نے کالج کا اور مخلوط تعلیم کا منہ نہ دیکھا ہو کیونکہ جہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے وہ اپنی بیٹیوں کو جس طرح پڑھائی کے لئے نوجوان لڑکوں کے ساتھ رکھتے ہیں کہ جیسے کوئی اپنی بکریوں کو بھیڑیا کے ساتھ رکھتا ہو۔ آپ لوگ واقعات سنتے رہتے ہیں کہ جوان لڑکیاں ماں باپ کو چھوڑ کر بھاگ رہی ہیں، کسی لڑکے سے اُس کی آشنائی ہو گئی، کس درد کے ساتھ یہ بات کہہ دوں؟ یہ بالکل حرام مطلق ہے کہ نوجوان لڑکیاں نوجوان لڑکوں کے ساتھ پڑھیں، چاہے مل کے نہ بیٹھیں مگر نظر بازی تو ہو جاتی ہے۔ زندگی میں ایک دفعہ یونیورسٹی کسی کام سے گیا تو ہر درخت کے نیچے ایک لڑکا لڑکی بیٹھے گپ شپ مار رہے ہیں۔ مجھے برطانیہ میں ایک دوست نے بتایا کہ میری تین لڑکیاں مخلوط تعلیم کی وجہ سے انگریزوں کے ساتھ نکل گئیں حالانکہ خود مسلمان ڈاڑھی والے ہیں اور میں ڈیٹورائٹ سے جب بفلو گیا جو امریکا کا ایک شہر ہے وہاں ایک صاحب تہجد گزار بڑے میاں نے بتایا کہ میرا لڑکا مخلوط تعلیم کی وجہ سے ایک کرسچن لڑکی کے ساتھ بغیر نکاح کے رہ رہا ہے۔ ایک عیسائی نے

مجھ سے پوچھا کہ زنا اسلام میں کیوں حرام ہے؟ تو میں نے کہا کہ اسلام نے زنا کو اس لیے حرام کیا ہے کہ اللہ نہیں چاہتا کہ میرا کوئی بندہ حرامی پیدا ہو۔ اس لیے دوستو! بہت سے نیک لڑکوں نے مجھ سے خود کہا جو کھاتے پیتے گھرانوں کے تھے، بہت عمدہ مکان، تجارت لیکن اللہ والوں کی صحبتوں سے یا اللہ تعالیٰ کے جذبِ خاص سے وہ اللہ کی طرف جذب ہو گئے تو انہوں نے ہم سے کہا کہ ہمیں وہ لڑکی چاہیے کہ جس نے اسکول کا منہ بھی نہ دیکھا ہو، بہشتی زیور پڑھی ہو اور قرآن شریف پڑھی ہو، بس ہمارے لیے یہی کافی ہے۔

دس برس کی عمر میں اپنے بچوں کے بستروں کو الگ الگ کردو

جب دس سال کا لڑکا لڑکی ہو جائیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

((وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ))

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ)

جب بچی دس برس کی ہو جائے اور بچہ دس برس کا ہو جائے تو ان کے بستروں کو الگ کردو۔ دس برس کی لڑکی کا اپنی بہن کے ساتھ سونا جائز نہیں ہے اگرچہ سگی بہن ہو۔ لڑکی ماں کے ساتھ اور لڑکا باپ کے ساتھ سو سکتا ہے اگر مجبوری ہے اور رضائی وغیرہ نہیں ہے، سردی ہے لیکن دس برس کے بعد سگا بھائی سگے بھائی کے ساتھ نہ لیٹے اور یہاں ایک دم سے تمام لڑکے لڑکیاں سب بے پردہ پڑھ رہی ہیں۔ یاد رکھو، ایک دن مرنا ہے، لڑکیوں کو اللہ والی بناؤ، لڑکوں کو اللہ والا بناؤ، اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری لی ہے کہ رب العالمین میں ہوں، سارے عالَم کو پالتا ہوں، جب سارے عالَم کو پالتا ہے تو تمہاری اولاد جزوِ عالم ہے، وہ بھی پلیں گے اور بہت اچھے پلیں گے۔ بس ایک کام کرو کہ رب العالمین سے رابطہ اور ان کی وابستگی بہترین رکھو کہ مولیٰ ان سے خوش رہے۔

صالحین کی نسلوں پر رحمتِ الٰہیہ کا ظہور

دیکھو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دو یتیم بچوں کی دیوار گر رہی تھی، اس کے نیچے ان بچوں کا خزانہ تھا، ہم نے خضر علیہ السلام کو بھیجا کہ تم دیوار سیدھی کر دو کیونکہ دو یتیم بچوں کے خزانے ہیں، امانت ہے۔ یہ خاندان والے یا کوئی نہ کوئی لوٹ لے گا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا﴾

(سورۃ الکھف، آیت:۸۲)

ان کا باپ نیک تھا، نیک باپ کی اولاد کا اللہ تعالیٰ خیال فرما رہے ہیں اور کون سا باپ تھا؟ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں كَانَ اَبَا السَّابِعِ ساتواں باپ تھا۔ اور ایک روایت لکھتے ہیں كَانَ اَبَا الْعَاشِرِ یہ دسواں باپ تھا۔ تو جو مولیٰ اتنا کریم ہے کہ دس پشت تک رحم کر رہا ہے اور یہ قید بھی قیدِ احترازی نہیں ہے کہ اگر دسویں سے گیارہویں ہو جائے گا تو مدد نہیں کریں گے، یہ قیدِ واقعی ہے واقعہ ایسا تھا۔ وہ واقعہ ایسا تھا کہ وہ ساتواں باپ تھا اور ایک روایت میں دسواں باپ تھا، یہ قیدِ احترازی نہیں ہے۔ تو اپنے بچوں کو بزرگوں کی تقریروں اور بزرگوں کے غلاموں کی تقریروں میں لاؤ۔ دوسرا جملہ اپنے لیے کہتا ہوں کہ ہم لوگ بزرگوں کے غلام ہیں، اس قابل نہیں ہیں کہ اپنے کو بزرگ کہہ سکیں لیکن بزرگوں کی غلامی اور ان کی صحبتوں میں ایک زمانہ گزارنے کی اللہ تعالیٰ کے کرم سے توفیق ہوئی۔